حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم

ذکروفکر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"تاریخ امت مسلمہ"

تاریخ کی نئی کتاب

حمد وستائش اس ذات کے لئے ہے جس نے اس کارخانۂ عالم کو وجود بخشا

اور

درود وسلام اس کے آخری پیغمبر پر جنہوں نے دنیا میں حق کا بول بالا کیا

عرصۂ دراز سے جب کوئی شخص یہ پوچھتا تھا کہ اردو میں مسلمانوں کی تاریخ پر سب سے زیادہ مستند کتاب کون سی ہے؟ تو جواب دینے میں ہمیشہ تأمل ہوتا تھا۔ اس لئے نہیں کہ تاریخ پر کوئی کتاب موجود نہیں تھی، بلکہ اس وجہ سے کہ تاریخی روایات کے ملبے سے گوہر مقصود تلاش کرنے کا کام بڑی محنت کا متقاضی تھا، اور مروجہ تواریخ اس باب میں کمزور ضرور تھیں۔ جناب مولانا معین الدین ندوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب یقیناً قابل قدر ہے، جس کی بنا بر میسر کتابوں میں اس کی طرف نظر سب سے پہلے جاتی ہے، اسی طرح مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی صاحب کی "تاریخ اسلام" بھی بہت مشہور ہے، لیکن ان دونوں میں روایات کی تنقیح مطلوب معیار کی نہیں۔

صورتِ حال یہ ہے کہ علمِ تاریخ کو باقاعدہ علم کی صورت دینے کا سہرا مسلمان علماء کے سر ہے، اس موضوع

Scanned by CamScanner

پر جن حضرات نے کتابیں لکھیں، ان میں امام محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ کی "تاریخ الامم والملوک" بعد کے مؤرخین کا سب سے بڑا ماٰخذ رہی ہے۔ لیکن جس طرح محدثین نے ابتداء میں اپنا فرضِ منصبی یہ قرار دیا تھا کہ وہ پہلے ایک مرتبہ ان تمام روایات کو جمع کردیں جو انہیں سند کے ساتھ پہنچی ہیں۔ اس کے بعد جرح وتعدیل کے ائمہ اور حدیث کے نقاد آئے۔ تو انہوں نے ان تمام اسانید کا روایۃً ودرایۃً جائزہ لے کر یہ بات تقریباً متعین کردی کہ ان میں سے کون سی حدیث روایۃً ودرایۃً مستند اور قابلِ اعتبار ہے، اور کون سی ناقابل اعتبار۔ اس طرح حدیث کا علم پوری تحقیق کے ساتھ مدون ہوگیا جس کی اسنادی حیثیت ائمہ حدیث کے اقوال اور اسماء الرجال کی کتابوں سے بآسانی پہچانی جاسکتی ہے۔

علمِ تاریخ میں یہ کام کچھ حضرات مثلاً حافظ ابن کثیرؒ وغیرہ نے شروع تو کیا، لیکن اسے پوری طرح پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو روایات تاریخ کی ابتدائی کتابوں، اور بالخصوص تاریخ طبریؒ میں آگئی تھیں، بعد کے حضرات نے فی الجملہ انہی پر اعتماد کیا، حالانکہ حافظ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے انتہائی دیانت وامانت اور صاف گوئی کے ساتھ اپنی تاریخ کے شروع ہی میں فرمادیا تھا کہ:

> **فما فی کتابی هذا من خبر یستنکره قارئه او یستشنعه سامعه من أجل أنه لم یعرف له وجها فی الصحة فلیعلم أنه لم یؤت ذلک من قِبَلنا ، انّما أُتی من قبل ناقلیه . انا انما ادّینا ذلک علی نحو ما أدی الینا(تاریخ طبری ۱/ ۷ و ۸)**
>
> "میری اس کتاب میں جو بھی روایت ایسی ہو جسے پڑھنے والا عجیب سمجھے، یا اس کا سننے والا اسے بُرا سمجھے، کیونکہ اس کی صحت کی کوئی وجہ سمجھ میں نہ آتی ہے تو اسے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ وہ بات ہم اپنی طرف سے نہیں لائے، بلکہ اُسے کچھ نقل کرنے والوں سے لیا گیا ہے۔ ہم نے تو وہ خبر اسی طرح پہنچادی ہے۔ جس طرح وہ ہم تک پہنچی"۔

اس سے صاف واضح ہے کہ امام طبریؒ کا اصل مقصد روایات جمع کرنا تھا، ان میں کون سی غلط ہے اور کون سی صحیح؟ اس کی تفصیل میں جانا اُن کے مقصد تالیف سے باہر تھا، اور اس میں غلط اور صحیح کا امتیاز کرنا انہوں نے اپنے بعد کے اہلِ علم ونقد کے لئے چھوڑ دیا تھا۔

Scanned by CamScanner

لیکن افسوس ہے کہ روایات کی چھان پھٹک کا یہ کام کلی طریقہ سے پھر نہ ہوسکا۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہماری تاریخ کے نام پر ایسی باتیں مشہور ہوگئیں۔ جو نہ صرف روایت ودرایت کے لحاظ سے غلط تھیں، بلکہ ان سے قرونِ اولی کی جو تصویر سامنے لائی گئی، وہ ان کے مجموعی کردار کے لحاظ سے کسی طرح مطابقت نہیں رکھتی تھی۔ اور اسی کی بناء پر صحابۂ کرامؓ کے مشاجرات کے سلسلے میں غلط بلکہ گمراہانہ نظریات پھیل گئے جو ایک طرف افراط اور دوسری طرف تفریط کے حامل تھے۔

اس لئے یہ علماء امت کے ذمے قرض تھا کہ وہ تاریخی روایات کی چھان پھٹک کر کے ایک ایسی تاریخ مرتب کریں جس میں نقلِ محض کے بجائے تحقیق وتفتیش کا طریقہ اختیار کرتے ہوئے حتی الامکان صرف صحیح روایات کو بنیاد بنایا جائے۔ اور غلط یا ضعیف روایتوں کی تردید کی جائے۔

لیکن اس قرض کو اتارنے کے لئے اعلیٰ قابلیت، نہ صرف تاریخ، بلکہ احادیث وآثار اور اسماء الرجال پر گہری نظر، اور اس سب کے ساتھ اعتدال وتوازن اور عقیدے کی پختگی اور عزم وہمت اور استقلال کے ساتھ کام کرنے کا طویل وقت درکار تھا۔ اس لئے سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ قرض کون اتاریگا؟

کچھ عرصہ پہلے جامعۃ الرشید کے تاریخ کے استاذ مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب نے مجھے بتایا کہ وہ تاریخ پر اس قسم کا کام کرنا چاہتے ہیں، اس خبر سے ایک طرف خوشی بھی ہوئی، اور دوسری طرف یہ تردد بھی کہ کیا وہ اس کام کا حق ادا کرسکیں گے، لیکن اس فاضل نوجوان نے چند ہی سال کے بعد اپنے اس کارنامے کی تین جلدیں "تاریخ ملت اسلامیہ" کے نام سے میرے پاس بھیجیں۔ آجکل اسفار واشغال کے ہجوم میں مجھے اپنے شوق کی کتابیں پڑھنے کا موقع بہت کم ملتا ہے، لیکن اس کتاب نے مجھے کچھ عرصے کے لئے گرفتار کرلیا۔ میں نے خاص طور پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے کے حالات تک یہ کتاب باستیعاب دیکھی۔ اور میری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے تاریخ امت اسلامیہ کے اس نازک دور کے بارے میں انہوں نے جس طرح روایات کی تحقیق کر کے اس جھاڑ جھنکاڑ سے حقیقت کا استخراج کیا ہے، وہ اُن پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا خصوصی فیضان ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام بلا استثناء اُمت کے وہ عمائد ہیں جنہیں انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد افضلیت کا وہ مرتبہ حاصل ہے جو کسی بڑے سے بڑے ولی اللہ کو حاصل نہیں ہوسکتا۔ الصحابة کلهم عدول، محض ایک اندھا عقیدہ نہیں ہے، بلکہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کی گواہی قرآن کریم اور احادیث

Scanned by CamScanner

نبویہ (علی صاحبها السلام) نے دی ہے۔ جو حضرات ضعیف روایتوں کی بنیاد پر بعض صحابہؓ کے خلاف زبانِ طعن دراز کرتے ہیں، وہ درحقیقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بدگمانی پیدا کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو "ویزکیھم" کا جو فریضہ اللہ تعالیٰ نے سونپا تھا (اور جس کا ذکر قرآن کریم نے چار مقامات پر فرمایا ہے) معاذ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی ادائیگی میں ناکام رہے، اور انہیں حبّ اقتدار اور حُبّ مال سے خالی نہ کرسکے۔ صحابۂ کرام کے تزکیہ کے بارے میں قرآن وسنت کے واضح ارشادات کے مقابلے میں کمزور تاریخی روایات پر اعتماد کرنا عقل وانصاف کی کسی منطق پر پورا نہیں اترتا۔

کہا جاتا ہے کہ جن کمزور راویوں کو صحابۂ کرامؓ پر تنقید کے بارے میں ناقابلِ اعتماد قرار دیا جاتا ہے، انہی پر تاریخ کے دوسرے واقعات کا دارومدار ہے، اور اگر ان کی روایات کو ناقابلِ اعتماد قرار دیا جائے تو پوری کی پوری تاریخ کو رد کرنا پڑے گا، لیکن یہ بات کہنے والے اس بدیہی حقیقت کو بھول جاتے ہیں کہ زندگی کے عمومی واقعات جن سے نہ کوئی عقیدہ متاثر ہوتا ہے، نہ کسی مسلم حقیقت کی نفی ہوتی ہے اور نہ راوی کے اپنے نظریات کی تائید ہوتی ہے۔ اُن میں کسی کمزور راوی کی بات فی الجملہ قابلِ قبول ہوسکتی ہے، لیکن جب وہی راوی اپنے کسی باطل نظریے کی واضح یا مخفی انداز میں تائید کے لئے کوئی ایسا قصہ بیان کرتا ہے جو کسی مسلّم حقیقت کے خلاف ہو، تو اس کی بات کو کیسے تسلیم کرلیا جائے؟

اس کی مثال یہ ہے کہ آپ اخبار میں روزانہ اس قسم کی خبریں پڑھتے ہیں کہ فلاں مقام پر ٹرین کا کوئی حادثہ ہوگیا، فلاں جگہ بس اُلٹ گئی، فلاں جگہ سردی شدید ہوگئی، تو آپ کو اس تحقیق کی ضرورت نہیں ہوتی کہ اخبار کا یہ رپورٹر کتنا قابلِ اعتماد ہے، لیکن اگر وہی رپورٹر ملک کی کسی ممتاز شخصیت کے بارے میں، جسے بحیثیت مجموعی شریف سمجھا جاتا ہو، یہ خبر دے کہ اُس نے فلاں سے رشوت لی ہے، تو ایک عام انسان بھی خبر کو درست باور کرنے سے پہلے رپورٹر کی سچائی اور اس کے رجحانات کا جائزہ ضرور لے گا، اور مضبوط شواہد کے بغیر صرف اس کی خبر پر بھروسہ نہیں کرسکتا۔

عجیب بات یہ ہے کہ یہ بدیہی قاعدہ صحابہ کرامؓ کے بارے میں یکسر فراموش کردیا جاتا ہے، اور کہا جاتا ہے کہ تاریخ میں کوئی کمزور سے کمزور راوی بھی کسی صحابی کی طرف کوئی بدعملی منسوب کرے تو اُسے ضرور صحیح سمجھو، اور اس کے حالات ونظریات کی تحقیق ممنوع ہے۔

مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب نے اس کتاب میں مذکورہ بالا اصول کو جس محققانہ انداز میں مدنظر رکھ کر

Scanned by CamScanner

قرونِ اولیٰ کی تاریخ مرتب کی ہے، وہ اُن کا تجدیدی کارنامہ ہے، اس کام کے لئے انہوں نے تمام میسّر مواد کو چھان کر اور ہر طرح کی روایات کا دقتِ نظر سے جائزہ لے کر واقعات کو اس منطقی ترتیب سے بیان کیا ہے کہ اُن میں کوئی خلا محسوس نہیں ہوتا۔

دوسری تواریخ کی طرح فاضل مؤلف نے اس تاریخ کو بھی حضرت آدم علیہ السلام اور پچھلے انبیاء کرام سے شروع کیا ہے، پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیّبہ، خلفائے راشدین، خلافتِ بنوامیّہ اور خلافت بنوعباس کے حالات موجودہ تین جلدوں میں بیان فرمائے ہیں۔ تاریخی حالات کے علاوہ ہر دور کی ممتاز علمی اور دین شخصیات کا بہترین تعارف کرایا ہے، جس سے پڑھنے والے کو معلومات کا مستند ذخیرہ حاصل ہوتا جاتا ہے۔

عام طور سے ہماری موجودہ تواریخ بادشاہوں کے حالات اور جنگی مہمات پر زیادہ زور دیتی ہیں، اور اُس دور کے معاشی، معاشرتی، ترقیاتی اور تمدنی حالات کا بیان اہتمام کے ساتھ نہیں ہوتا۔ فاضل مصنف سے گذارش ہے کہ وہ اپنی تاریخ میں اس پہلو پر بھی خصوصی توجہ دیں۔

اس کتاب کا ایک اور اچھا پہلو یہ ہے کہ اس کا نام "تاریخ اسلام" کے بجائے "تاریخ امت مسلمہ" ہے۔ "تاریخ اسلام" نام رکھنے سے شعوری یا غیر شعوری طور پر یہ تأثر ابھرتا ہے کہ تاریخ میں جو کچھ بھی ہے وہ اسلام کا تقاضا ہے، اس کے نتیجے میں بہت سے بادشاہوں کا کردار بھی اسلام کی طرف منسوب ہوجاتا ہے اس کے برعکس "تاریخ امت مسلمہ" کے عنوان ہی سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ یہ مسلمانوں کی تاریخ ہے، اور ان کے ہر عمل کو اسلام کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا۔

بہرکیف! اس جلیل القدر تالیف پر ہم مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب کو تہِ دل سے مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے امتِ مسلمہ کی لائبریری کے ایک بہت بڑے خلا کو پُر کیا ہے، جو کم توک الاول للآخر کا مصداق ہے۔

ہماری رائے میں یہ کتاب ایسی ہے کہ اس کا عربی اور انگریزی میں بھی ترجمہ ہونا چاہئے۔ ابھی تین جلدیں منظر عام پر آئی ہیں، اور فاضل مؤلف آگے کا حصہ بھی لکھ رہے ہیں، ہماری دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اُن کے ہاتھوں عصرِ حاضر کا یہ عظیم کارنامہ بخیر وخوبی پورا فرمائیں۔ آمین۔

☆☆☆

Scanned by CamScanner

باسمہٖ سبحانہ

تاریخِ امتِ مسلمہ پر زبردست خراجِ تحسین

مشہور تاریخ نگار، نوجوان فاضل جناب **مولانا اسماعیل ریحان صاحب** کی تاریخ کے موضوع پر نئی کتاب **"تاریخِ امتِ مسلمہ"** کچھ عرصہ پہلے جب چھپ کر منظرِ عام پر آئی تو اس موقع پر شیخ الاسلام حضرت **مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب** دامت برکاتہم نے (نومبر 2019 کے اواخر میں) انہیں فون کر کے بھرپور مبارکباد دی، دعائیں دیں اور حوصلہ افزائی فرمائی۔ اس فون کال کی ریکارڈنگ سامنے آنے پر تاریخ کا ذوق رکھنے والے افراد اور دیگر اہلِ علم کو اس عظیم علمی خدمت سے واقفیت ہوئی اور کتاب کی اہمیت کا اندازہ ہوا۔ حضرت والا دامت برکاتہم نے اس فون کال کے دوران اپنے جذبات کا اظہار کچھ اس انداز سے فرمایا:

- "بس میں آپ کو کیا بتاؤں کہ آپ کی اس کتاب کی تالیف پر مجھے کتنی خوشی ہے۔
- میرے پاس مبارک باد کے لیے الفاظ نہیں ہیں، اللہ پاک نے آپ سے جو کام لیا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اور زیادہ ترقی عطا فرمائے۔
- بہت خوشی ہو رہی ہے مجھے، بہت بڑا کام کیا بھئی آپ نے، ماشاء اللہ بہت بڑا کام کیا۔
- آپ نے جس طرح توازن کے ساتھ، اعتدال کے ساتھ اور تمام متعلقہ مواد کو پیشِ نظر رکھ کر، جس طرح آپ نے لکھا ہے، بس یہ اللہ کی خاص دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے آپ کو دین و دنیا کی صلاح و فلاح عطا فرمائے۔
- میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے تاریخ کی یہ تجدیدی خدمت لی ہے اور الحمد اللہ اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ سے آپ کے قلم کو بہت بچا کر نکالا ہے۔
- میں آج کل بہت مصروف رہتا ہوں اور ذاتی مطالعہ کرنے کا وقت بہت کم ملتا ہے لیکن تقریباً ایک مہینہ سے جب بھی مجھے موقع ملتا ہے تو میں اس کو پڑھتا ہوں۔ سچی بات یہ ہے کہ مجھے بہت فائدہ ہوا، بعض چیزیں میری معلومات میں اضافے کا سبب بنیں۔
- عرصہ دراز سے ایک بہت بڑا خلا تھا اور بہت بڑا کام کرنے کا تھا جو نہیں ہوا تھا، کوئی ہم سے پوچھتا تھا کہ تاریخ میں کیا پڑھیں تو بہت ہی تکلیف ہوتی تھی کہ کس کتاب کی طرف رہنمائی کریں؟ خاص طور پر مشاجرات کے سلسلے میں بڑے بڑے لوگ بہک گئے ہیں۔ لیکن اب اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے ایسی کتاب مہیا فرمادی کہ جو ہر لحاظ سے بہترین ہے۔
- اللہ تعالیٰ آپ کی قدم قدم پہ دستگیری فرمائے اور اپنی رضا کے مطابق اس کام کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔
- حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق آپ نے جو موقف اختیار کیا ہے، وہی میں نے **"حضرت معاویہ اور تاریخی حقائق"** میں اختیار کیا تھا۔"

ایک ایک لفظ تول کر بولنے اور لکھنے والی شخصیت نے جس فراخ دلی کے ساتھ اس کتاب کی تعریف فرمائی تھی، اس سے حضرت والا دامت برکاتہم کی قلبی مسرت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں، حضرت والا نے اس کام کو ایک عظیم تجدیدی خدمت قرار دیتے ہوئے وقت کی ضرورت قرار دیا۔ اسی سلسلے میں حضرت والا دامت برکاتہم نے ایک مفصل مضمون بھی تحریر فرمایا ہے جو رواں ماہ (جنوری 2020) کے ماہنامہ البلاغ میں شائع ہوا ہے۔ (جو کہ آپ گذشتہ صفحات پر پڑھ چکے ہیں) مضمون میں بکھرے جواہرات تو آپ نے پڑھ ہی لئے، لیکن ایک اہم امر کی طرف توجہ دلانے کو دل چاہ رہا ہے۔ حضرت لکھتے ہیں:

> "آجکل اسفار و اشکال کے ہجوم میں مجھے اپنے شوق کی کتابیں پڑھنے کا موقع بہت کم ملتا ہے لیکن اس کتاب نے مجھے کچھ عرصے کے لیے گرفتار کر لیا۔ میں نے خاص طور پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے کے حالات تک یہ کتاب بالاستیعاب دیکھی....."

ایک طرف حضرت والا دامت برکاتہم کی عالمی مصروفیات اور بے پناہ اشغال اور دوسری طرف اس پیرانہ سالی میں بھی مطالعے کا اس قدر شوق و ذوق... ماشاء اللہ تبارک و تعالیٰ.....! اس بات سے سبق لیتے ہوئے اور اس میں غور کرتے ہوئے ہم جیسے طالب علموں کو بھی سوچنا چاہئے کہ ہم اپنے اوقات میں سے مطالعے کیلئے کتنا وقت نکالتے ہیں.....! (طالبِ دعا: ابو معاذ راشد حسین۔ 14 جنوری 2020) (وضاحت: یہ تحریر البلاغ کا حصہ نہیں ہے)